www.novelsclubb.com
بیضاء
arts
یہ کہانی ہر اس انسان کی ہے
جو اپنے حصّے کے خسارے
سے آگاہ ہونے پر اپنے اصل
کی طرف لوٹ جاتا ہے۔
از قلم سحرش جاوید
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

بیضاء

از قلم

سحرش جاوید

www.novelsclubb.com

بیضاء لاؤنج میں بیٹھی دایان کا انتظار کر رہی تھی جو اسے لینے آنے والا تھا۔ ایگزامز ختم ہو چکے تھے سو بیضاء بھی جلال ہاؤس واپس جانے کیلئے تیار تھی۔ ویسے تو وہ اکیلی بھی جاسکتی تھی مگر اس وقت اس کے ساتھ سامان بھی تھا جسے اٹھانے کیلئے ایک عدد قلی درکار تھا اسی لیے دایان کو بلایا گیا تھا جو آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد آ ہی گیا تھا۔

دایان سب سے مل کر صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ بیضاء نے گھر جانے کا عندیہ سنا دیا۔

"ارے ارے اتنی جلدی بھی کس چیز کی ہے بیضاء ذرا تحمل سے کام لو بیٹا اتنی دیر بعد میرا بچہ میرے گھر آیا ہے۔۔۔ جاؤ سارہ بھائی کیلئے کچھ کھانے کو لاؤ" صدیقہ بیگم کے بھائی کہنے پر بیضاء کا چھت پھاڑ قہقہہ پورے لاؤنج میں گونجا تھا۔ سارہ سے بھی اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا اسی لیے فوراً وہاں سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ صدیقہ بیگم نے ناسمجھی سے بیضاء کو دیکھا جو ابھی بھی ہنسے جا رہی تھی۔ دایان غصے سے بیضاء کو گھور رہا تھا لیکن اس وقت بیضاء پر دایان کی گھوریوں کا ذرا اثر نہیں ہو رہا تھا۔

"سارہ جلدی سے دایان بھائی کیلئے کچھ کھانے کو لاؤ" بیضاء نے ہنسی کے درمیان ہی "بھائی" پر زور دیتے بمشکل جملہ ادا کیا اور پھر سے ہنسنے لگ گئی۔

"تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے پھوپھو میرا اپنا گھر ہے جب چاہے آجاؤں گا لیکن فی الحال مجھے بہت ضروری کام ہے۔۔۔میں فرصت میں آؤں گا نا۔۔۔اٹھو بیضاء اب ہمیں نکلنا چاہیے" دایان کسی کو بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر صدیقہ بیگم سے مل کر بیضاء کا بیگ تھامے جلدی سے باہر نکل گیا۔بیضاء کو بھی چارو ناچار اس کے پیچھے نکلنا پڑا ورنہ ابھی اس کا ارادہ دایان کو مزید تنگ کرنے کا تھا۔اور صدیقہ بیگم ابھی بھی نہیں سمجھ پائی تھیں کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے وہ صرف سر جھٹک کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئیں۔

****

www.novelsclubb.com

"افف افف دایان میر عالم۔۔۔سارہ کا بھائی" وہ دونوں پیدل چل کر ہی جلال ہاؤس کی طرف جا رہے تھے۔بیضاء کو اچھا موقع ملا تھا اس سے سارے حساب بے باک کرنے کا جس کا وہ بخوبی فائدہ اٹھا رہی تھی۔

"یار پھوپھو بھی حد کرتی ہیں میں ان کی بیٹی کو بیوی بنانے کے چکر میں ہوں اور وہ ہیں کہ۔۔۔۔استغفراللہ! سوچ کر ہی اتنا عجیب لگ رہا ہے" دایان نے باقاعدہ جھرجھری لی تھی۔

"دایان سارہ کا بھائی" بیضاء ابھی بھی باز نہیں آ رہی تھی۔"قسم سے دانی اتنے دنوں سے جو تم پہ غصہ تھا پھوپھو کی اس بات کی وجہ سے ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔۔۔ آہ۔۔۔کیا سکون ملا ہے مجھے۔۔۔۔جاؤ دایان میر عالم تمہیں میری دعا ہے کہ۔۔۔ سارہ صدا تمہاری بہن۔۔۔"

"لڑکی خدا کو مانو یار کیوں میرے سچے جذبوں کی عمارت کا قلعہ قمع کرنے پہ تلی ہو" دایان تو باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ چکا تھا۔ بیضاء نے بھی اس پر احسان کرنے والے انداز میں اپنی دعا کو تھوڑا سا تبدیل کیا۔

"کیا یاد کرو گے دایان میر عالم۔۔۔ میری دعا ہے کہ سارہ تمہاری زندگی میں تمہاری بیوی بن کر صدا تمہیں جوتے مارتی رہے" دایان اس کی دعا پر آمین کہنے لگا تھا مگر آخری بات پر منہ بگاڑ کر بیضاء کو دیکھنے لگا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پر بھی دوسری طرف کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"اچھا سنو۔۔۔ میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے" دایان نے بیضاء کا دھیان بٹانے کیلئے بات بدلی" وہ دونوں بہت سست روی سے چل رہے تھے جیسے انہیں گھر پہنچنے میں بالکل بھی دلچسپی نہ ہو۔

www.novelsclubb.com

"ایک تو آج سب کے سر پر مجھے سرپرائز دینے کا الگ بھوت سوار ہو گیا ہے۔۔۔ یونی میں اس نے۔۔۔" بیضاء بولتے بولتے خاموش ہو گئی۔۔۔اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ کیا کہنے والی تھی۔اسی لیے گھبرا کر دایان کو دیکھنے لگی۔

"کس نے کیا سرپرائز دیا ہے تمہیں جو ایک دم سے ایسے مسکینوں والی شکل بنالی ہے تم نے" وہ کیوں بھول گئی تھی سامنے دایان میر عالم ہے جسے تب تک سکون نہیں آتا تھا جب تک وہ بات کی تہہ تک نہ پہنچ جائے۔

"میری ایک دوست نے۔۔۔اس نے آج ہم سب کے سروں پر بم پھوڑا ہے کہ وہ پرسوں سعودیہ اپنے بھائی کے پاس جارہی ہے۔۔۔اس کے جانے کا سوچ کر ہی تھوڑی اداس ہو گئی تھی" بیضاء نے بروقت بات سنبھلنے پر سکون کا سانس لیا۔ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنی کسی دوست کو دایان کے سامنے اس طرح ڈسکس کیا ہو۔دایان بھی مطمئن ہوتا پھر سے اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"جہاں باقی سب کا سرپرائز تمہیں غم میں مبتلا کرتا ہے حوصلہ رکھو میرا سرپرائز آج بھی ہمیشہ کی طرح تمہیں خوشی دے گا" دایان نے تو یہ بات بس اس کا موڈ خوشگوار کرنے کیلیئے کہی تھی مگر بیضاء نے اندر تک اس بات کو محسوس کیا تھا۔اس نے ایک نرم سی مسکراہٹ دایان کی طرف اچھالی جسکا پتہ اس کی آنکھیں دے رہی تھیں۔ نقاب میں بھی آنکھوں سے ہی اس کے ہنسنے کا پتہ چل جاتا تھا کیونکہ ہنستے ہوئے اس کی آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھیں۔وہ دونوں گھر کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ لیکن بیضاء اندر جانے کی بجائے وہیں کھڑی سامنے دیوار پر نصب "سورۃ العصر" کی کیلیگرافی کو دیکھ رہی تھی۔دایان اسے اندر چلنے کا کہنے لگا مگر اس کی آواز پر وہ بھی اس کی توجہ کا مرکز بنی اس کیلیگرافی کو دیکھنے لگا۔

"دانی یہ سورت مجھے بہت فیسی نیٹ کرتی ہے،میں جب جب بھی اسے دیکھتی ہوں،پڑھتی ہوں، سنتی ہوں مجھ پر بہت الگ اور منفرد سی کیفیت طاری ہونے لگتی

www.novelsclubb.com

ہے جس کو میں آج تک سمجھ نہیں پائی" دایان نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"یہ اللہ کا کلام ہے بیضاء جس میں اللہ تعالیٰ ہم سے ہم کلام ہیں لیکن ہم کم فہم ہونے کی وجہ سے اللہ کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتے اور اپنی کم عقلی کو فیسی نیٹ جیسے الفاظ سے ڈھانپنے لگتے ہیں۔ تم جس کیفیت کی بات کر رہی ہو وہ اس لیے ہے کہ یہ سورت چیخ چیخ کر تم سے کہہ رہی ہے کہ تم اسے وقت دو، اسے سمجھو، تلاش کرو کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کیا پیغام رکھا ہے۔ یہ کلام رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے معجزہ بن کر آیا ہے بیضاء اور معجزے اللہ کے بندوں کو فیسی نیٹ نہیں بلکہ عاجز کرتے ہیں" بیضاء حیرت زدہ سی دایان کو دیکھ رہی تھی جو اسے ایک نیا رُخ دکھا گیا تھا۔ وہ اسی طرح اس کی الجھنوں کو سیکنڈز میں حل دیا کرتا تھا۔ دایان جانتا تھا اسے یہ باتیں جذب کرنے کیلئے تھوڑا سا وقت درکار ہے جو وہ اسے دینے کیلئے بیضاء کو وہیں چھوڑ کر خود اندر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

****

بیضاء گھر آتے ہی آسیہ بیگم کی تلاش میں کچن میں چلی گئی جہاں آسیہ بیگم اس کی توقعات پر پورا اترتی ہوئیں ٹرے میں چائے کے لوازمات سجا رہی تھیں پاس ہی چولہے پر چائے بھی چڑھا رکھی تھی۔

"او میری پیاری ماں آئی مِسڈ یو سو مچ" بیضاء نے پیچھے سے آکر اپنی ماں کو بازوؤں کے حصار میں لیا۔آسیہ بیگم کے چہرے پر مسکان آئی جسے وہ فوراً چھپا گئیں۔

www.novelsclubb.com

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے بیٹا جی۔۔۔اتنے دن بعد ماں سے مل رہی ہو۔۔۔ جب ماں جاتی ہے پھر محترمہ کی ناراضگیاں شروع ہو جاتی ہیں"

"قسم سے امی سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی۔۔۔ویسے میں نے ایک دو دفعہ یہاں چکر لگایا تھا لیکن آپ گھر نہیں ہوتی تھیں۔۔۔زری جان کی شادی کی شاپنگ نے آپ سب کو تھکا کے رکھ دیا ہے"

"ایسے نہیں کہتے بیٹا۔۔۔ایسی تھکن تو ہر ماں خوشی خوشی قبول کرتی ہے۔اس تھکن کے بدلے اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں ہنسی خوشی بستا دیکھ کر جو سکون ملتا ہے وہ یہ ساری تھکن بھلا دیتا ہے۔۔۔تم ابھی نہیں سمجھو گی جب تک تم پہ ایسا وقت نہ آ جائے"

"سرپرائز" بیضاء نے نسوانی آواز پر اپنی ماں کے کندھے سے سر اٹھا کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اومیرے اللہ۔۔۔۔واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔۔۔اماں مجھے یقین دلائیں یہ اپنی طھور ہی ہے" طھور کو کچن کے دروازے میں کھڑا دیکھ کر وہ اپنی ماں سے الگ ہوتی جا کر طھور کے گلے لگ گئ۔

"لو جی ڈرامے بازیاں شروع۔۔۔میڈم نے ابھی پوری طرح گھر میں قدم رکھے نہیں کہ اوور ایکٹنگ پہلے شروع کر دی" دایان طھور کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔بیضاء کو دیکھ کر تو اس کے اندر کا تنگ کرنے والا کیڑا جاگ جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آج تمہیں سب معاف ہے دانی اور۔۔۔شکریہ اتنا اچھا سرپرائز دینے کیلیئے" بیضاء کو اب معلوم ہوا تھا وہ کس سرپرائز کی بات کر رہا تھا۔طھور کو یہاں وہی لے کر آیا تھا۔

"چھوٹی امی ذرا مجھے چٹکی کاٹیں مجھے یقین دلائیں کہ یہ الفاظ بیضاء کے منہ سے ہی ادا ہوئے ہیں وہ بھی میرے لیے" دایان طہور کے ایک طرف سے نکل کر آسیہ بیگم کے پاس چلا آیا۔

"ابھی کوئی مجھے اوور ایکٹنگ کے طعنے دے رہا تھا اور اب خود کی ڈرامے بازیاں ختم ہی نہیں ہو رہیں" بیضاء کی بات پر دایان نے ناک سے مکھی اڑائی اور ٹرے میں سجی پلیٹ سے بسکٹ اٹھانے لگا مگر آسیہ بیگم کی گھوری نے اسے واپس رکھنے پر مجبور کر دیا۔ بیضاء ان دونوں کو اگنور کرتی طہور کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"دایان تم اس کی عادتیں بگاڑ رہے ہو" دایان آسیہ بیگم کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے چھوٹی امی اس کی خواہشات سر آنکھوں پر۔۔۔ویسے بھی ابھی پوری طرح سے نہیں بگڑی وہ جب مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں بیضاء کو مزید نہیں جھیل سکتا تب آپ اس کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیجئے گا" اور یہ بات وہ دونوں ہی

جانتے تھے کہ دنیا ادھر سے اُدھر ہو سکتی ہے مگر دایان بیضاء سے کبھی نہیں اکتا سکتا

۔

"اسی بات سے تو ڈر لگتا ہے اگر اس کا شوہر اس طرح سے اس کا خیال نہ رکھ سکا تو ..."آسیہ بیگم ساتھ ساتھ کپوں میں چائے انڈیل رہی تھیں۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں چھوٹی امی ہماری بیضاء کو ویسا ہی شریکِ حیات ملے گا جیسا وہ ڈیزرو کرتی ہے جو اس کا مجھ سے بھی زیادہ خیال رکھے گا" دونوں نے بیک وقت آمین کہا تھا۔"آپ زیادہ ٹینشن نہ لیا کریں اور اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھیں۔۔۔ سب بہترین ہی ہو گا۔۔۔اب جلدی سے چائے باہر لے آئیں مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو رہا"آسیہ بیگم اس کے ندیدے پن کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ دایان کی باتوں نے یک گونہ انہیں پُر سکون کر دیا تھا۔

****

بیضاء اگلے روز طہور کو ساتھ لے کر یونیورسٹی چلی گئی۔اس کو یہاں ماہ نور نے بلایا تھا۔بیضاء، طہور کو زاویار کے آفس کا راستہ دکھا کر خود ماہ نور سے ملنے چلی گئی۔

طہور ہمت مجتمع کرتی دروازہ ناک کر کے اندر سے اجازت ملنے کا انتظار کر رہی تھی جو اسے فوراً ہی مل گئی۔اسے اندر آتا دیکھ کر زاویار اپنی کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا وہ حیرانی سے اس کی غیر متوقع موجودگی پر اسے دیکھ رہا تھا۔بیضاء کی طرح وہ بھی اس وقت نقاب میں ہی تھی لیکن زاویار اسے پہچان گیا تھا۔طہور نروس ہوتی وہیں دروازے کے پاس ہی رک گئی کیونکہ زاویار اکیلا نہیں تھا کوئی اور بھی اس کے ساتھ تھا۔

"رک کیوں گئی آگے آؤ" زاویار کی آواز پر تیسرے نفوس نے بھی پیچھے مڑ کر طہور کو دیکھا۔

"میرا خیال ہے مجھے اب جانا چاہیے" ماہ نور بھی طہور کو دیکھ کر زاویار کی طرح اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مِس ماہ نور" ماہ نور یہاں سے جلدی سے غائب ہونا چاہتی تھی زاویار کی آواز پر اس کے قدم وہیں رک گئے۔یہ تو طے تھا کہ وہ چاہ کر بھی اس آواز کو اگنور نہیں کر سکتی تھی۔اس نے پلٹ کر زاویار کو دیکھا۔

"اپنا خیال رکھیے گا" وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر جانے لگی مگر اس قدم طہور کے پاس جا کر خود ہی رک گئے۔

"زاویار سر بہت لکی ہیں جو انہیں آپ کا ساتھ نصیب ہو گا" طہور نے حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھا حیران تو زاویار بھی تھا اسکے طہور کو پہچان لینے پر۔

"مِس ماہ نور آپ طہور کو کیسے جانتی ہیں؟" وہ اپنی حیرانگی چھپا نہیں سکا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں سر۔۔۔ان نے اندر آنے پر آپکا جو ری ایکشن تھا وہ آپکا کا ان سے تعلق ظاہر کرنے کیلیئے کافی تھا۔ان کے آنے پر آپ کے چہرے کی خوشی

www.novelsclubb.com

دیکھ کر میں کیا کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی پہچان لیتا۔۔۔ خیر میں چلتی ہوں۔۔۔اللہ حافظ"

****

وہ دونوں آڈیٹوریم کے سٹیج پر آلتی پالتی بنا کر آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

"کیوں بلایا ہے مجھے ؟" انداز نروٹھا تھا۔

"ابھی بھی ناراض ہو؟۔۔۔بیضاء میں کل جا رہی ہوں اور پھر پتہ نہیں کب واپس آؤں گی"

"کیا!...مجھے تو لگا تھا تم بس کچھ عرصے کیلئے جا رہی ہو"

"میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔آئی بھی تو اس شہر میں نہیں آؤں گی مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے بیضاء"اس کی آواز بھیگنے لگی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"مجھے پتہ ہے تم جانتی ہو میں زاویار سے محبت کرتی ہوں میں نے اس دن تمہیں ریسٹورنٹ میں دیکھ لیا تھا" بیضاء کا چہرہ بے تاثر تھا وہ بس ماہ نور کو دیکھ رہی تھی کہا کچھ نہیں کیونکہ وہ جانتی تھی اسے یہاں سننے کیلئے ہی بلایا گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

"ابھی میں ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر آرہی ہوں۔ بیضاء میرا دل پھٹ رہا ہے مجھ سے صبر نہیں ہو رہا میں کیا کروں۔ میرا دل اس کی تمنا کر رہا ہے جو میرا ہے ہی نہیں میں کیسے خود کو سمجھاؤں۔ دعا کرو میرا دل اس کی قید سے آزاد ہو جائے ورنہ مجھے ڈر ہے کہ یہ مجھ سے کچھ غلط نہ کروادے" وہ اب باقاعدہ اونچی آواز میں ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ بیضاء نے اسے اپنے ساتھ لگایا لیکن خاموش نہیں کروایا وہ اسے رونے دے رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اس کے رونے کی شدت میں کمی ہوئی تو بیضاء نے کہنا شروع کیا۔

"جب تم نے خود کو زاوی بھائی کی محبت سے دستبردار کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر یہ سب کیا ہے ماہی کیوں ان سے مل کر خود کو اذیت دے رہی ہو" ماہ نور اس سے الگ ہو کر بیٹھ گئی۔ لیکن آنسو ہنوز نکل رہے تھے۔

"میں اس دن پہلی دفعہ ان سے ملی تھی اور آج آخری دفعہ۔۔۔میں ایسے ہی سب کو بتائے بغیر ہی یہاں سے چلی جانا چاہتی تھی لیکن اس طرح فرار ہونے سے میں اپنے دوست کھو دیتی بیضاء ایک محبت پر اتنی محبتیں کیونکر قربان کرتی وہ بھی اس صورت میں جب وہ ایک محبت بھی میرے حصے میں نہیں آنی۔ویسے بھی بھابھی کہتی ہیں کسی تعلق کو ختم کرنے کیلئے ایک میچور گفتگو کرنا بہت ضروری ہوتا ورنہ بہت سی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔۔۔میں نے بھی بس وہی کیا ہے"

www.novelsclubb.com

"ماہی تم جس جگہ جا رہی ہو نا وہ جگہ اتنی پاک ہے اتنا سکون ہے وہاں، تم جاتے ہی خود کو اپنے دل کو ہلکا ہوتا ہوا محسوس کرو گی۔جانتی ہوں تھوڑا سا مشکل ہے لیکن وہاں بیت اللہ ہے ماہی وہ جگہ جہاں سب اپنے گناہ بخشوانے جاتے ہیں اپنا دل خالی کرنے جاتے ہیں بہت سے اعتراف کرنے جاتے ہیں ایک دفعہ بس ایک دفعہ ماہی

اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا دل کھول دینا یقین کرو خود کو اس اذیت سے آزاد ہوتا ہوا محسوس کرو گی۔ پھر تمہیں کسی کی پروا نہیں رہے گی ماہی" ماہ نور خاموشی سے آنسو بہائے چلی جا رہی تھی۔ اور بیضاء کے پاس سوائے اسے تسلی اور دعا دینے کے کچھ نہیں تھا۔

****

شام کا وقت تھا جلال ہاؤس میں اس وقت خوب رونق تھی۔ شادی میں اب کچھ ہی دن باقی تھے۔ سبھی بڑے چھوٹے لاؤنج میں محفل سجائے بیٹھے تھے۔ ایک میلہ سا لگا تھا۔ سب نے تیمور اور زائرہ کے گرد گھیرا تنگ کیا ہوا تھا۔

"تیمور بھائی بتادیں ناشادی کے بعد کہاں گھومنے جائیں گے ؟"

"ابھی تو میں کچھ نہیں بتاؤں گا سرپرائز دوں گا سب کو" تیمور نے سب کو ہری جھنڈی دکھائی۔

"میاں جی کوئی خیام صاحب آئے ہیں ملکہ ہانس سے کہتے ہیں آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔انہیں اندر بھیج دوں ؟" محمد جلال ان سب سے تھوڑا دور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ بیٹھے کسی معاملے پر بہت سنجیدگی سے بات کر رہے تھے۔ چوکیدار کے اطلاع دینے پر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔باقی سب بھی خیام کا نام سن کر اس طرف متوجہ ہو چکے تھے۔اس سے پہلے کہ محمد جلال چوکیدار سے کچھ کہتے خیام خود ہی اندر چلا آیا۔

"ہیلو ایوری ون" کسی نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔سب حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔اس وقت اسے وہاں دیکھ کر جو بیضاء کی حالت تھی اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا تھا۔وہ ششدر سی پھٹی آنکھوں سے اسے وہاں ہنستا ہوا کھڑا دیکھ رہی تھی۔اس کے کانوں میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی "میرے پاس تمہارے لیے سرپرائز ہے تیار رہنا" اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسے وہ سرپرائز اتنا مہنگا پڑے گا۔سارہ نے بیضاء کو دیکھا جس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"خیام بیٹے یہاں کیسے آنا ہوا اگر ضروری کام تھا تو فون کر دیتے" محمد جلال سرد لہجے میں بول رہے تھے انہیں اس کا یہاں آنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"جی میاں جی کام تو واقعی بہت ضروری تھا۔اور آپ سب کی موجودگی اس سے بھی زیادہ ضروری تھی اسی لیے چلا آیا"

"کھل کر بات کرو"لہجہ ہنوز سرد تھا۔

"میاں جی آپ کو تو معلوم ہے مجھے لمبی لمبی باتیں نہیں آتی سید حامد عے کی بات پہ آتا ہوں۔۔۔میں دراصل آپ کی پوتی بیضاء میر حاکم سے شادی کا خواہشمند ہوں"
اس نے سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا۔سبھی گھر والے چونک کر کھڑے ہو گئے۔دایان اس کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن محمد جلال کے اشارہ کرنے پر ضبط کرتا وہیں رک گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خیام یہ کوئی طریقہ نہیں ہے بڑوں سے بات کرنے کا۔۔۔لگتا ہے تم پردیس جا کر ساری تمیز بھول گئے ہو۔۔۔رہی بات تمہارے مطالبے کی تو ہم بیضاء کا رشتہ طے کر چکے ہیں اور تم تو خوب جانتے ہو ہم جیسے لوگ اپنی زبان کے کتنے پکے ہوتے ہیں"سوائے زمران کے سبھی نے حیرانگی سے میاں جی کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہے ہوں "بیضاء کا رشتہ کب طے ہوا"خیام کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا جیسے وہ جانتا تھا کہ اسے اس طرح کا ہی ردِ عمل ملے گا۔

"رشتہ طے کرتے ہوئے پہلے اپنی پوتی کی رضامندی لے لیتے تو اچھا ہوتا آپ بڑے بھی نا بس اپنی مرضی تھوپنا چاہتے ہیں۔۔۔میاں جی آپ کی پوتی مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے کسی اور سے نہیں"اس کی بات پر زمران نے بیضاء کو دیکھا لیکن اس کے تاثرات سے کچھ اندازہ نہیں لگا سکا۔پھر اس نے میر حاکم کو دیکھا

جنھوں نے اسے کوئی اشارہ دیا تھا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتا اپنا فون پکڑ کر وہاں سے غائب ہو گیا۔ دایان کا ضبط جواب دے رہا تھا۔

"جھوٹ بول رہا ہے یہ میں جانتا ہوں بیضاء ایسا نہیں چاہتی۔۔۔ آپ لوگ اس کی بکواس سن ہی کیوں رہے ہیں دھکے دے کر نکالے اسے" دایان بول نہیں چلا رہا تھا۔ میاں جی کی ایک گھوری نے اسے مزید بولنے نہیں دیا وہ غصے کے گھونٹ پیتا وہاں خاموش کھڑا ہو گیا یہ تو طے تھا کہ وہ بیضاء کو اس وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو آپ لوگوں کو یقین نہیں آئے گا۔۔۔ ٹھیک ہے نہ مانیں میری بات۔۔۔ لیکن میرے پاس ثبوت موجود ہیں جو آپ کو یہ بتانے کیلئے کافی ہوں گے کہ آپ کی بیٹی بھی یہی چاہتی ہے"

بیضاء کو یوں لگ رہا تھا کہ دنیا میں ہی حشر برپا ہو چکا ہے۔ عدالت لگ چکی ہے۔ اس کے کردہ ناکردہ اعمال کو سب کے سامنے کھولا جا رہا ہے۔ لیکن یہ کیسی عدالت ہے جہاں انسان خود ہی خدا بنے بیٹھے اس کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں اسے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جا رہا۔ لیکن اسے معلوم تھا یہ انسانوں کی عدالت ہے جہاں اکثر سزا معصوم کو ہی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت ایسی نہ ہو گی وہاں انصاف ہو گا سزا اسے ہی ملے گی جو اس سزا کا مستحق ہو گا۔

www.novelsclubb.com

"بہت بول چکے تم خیام اور بہت سن چکا میں۔۔۔ اب کوئی کچھ نہیں بولے گا۔۔۔ میں کسی کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ وہ میری بیٹی کے بارے میں کچھ بھی الٹا سیدھا کہے" میر حاکم کی گرج دار آواز نے ماحول میں ایک سنسنی پھیلا دی تھی۔ آج پہلی دفعہ سب نے میر حاکم کو اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔ غصہ بھی ایسا کہ سب کو

چپ لگ گئی. زامران بھی واپس آکر میر حاکم کو چپکے سے کوئی اشارہ دیتا خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

"مجھے تم سے کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں چاہیئے۔۔۔میں سب کچھ جانتا ہوں میری بیٹی مجھے سب کچھ بتا چکی ہے۔۔۔جو کچھ تم نے اب کیا اور جو کچھ تم نے تین سال پہلے کیا سب کچھ جانتا ہوں" اب چونکنے کی باری خیام کی تھی۔اس نے حیرانگی سے بیضاء کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر اسے کچھ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم تین سال سے میری بیٹی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوا سے تنگ کر رہے ہو اور اب دعوہ کرتے ہو اس سے شادی کا۔۔۔۔تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری ان حرکتوں کے بعد بھی میں مان جاؤں گا؟۔۔۔تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا" جانتے ہو تین

سال پہلے تمہاری اس حرکت کے بعد میری بیٹی کی کیا حالت تھی؟؟"کیسے جان سکتے ہو؟؟تم پر تو بس اس وقت اپنی طاقت آزمانے کا بھوت سوار تھا۔

اگر تم بھی بیضاء اور خیام کا قصہ جاننا چاہتے ہو تو تمہیں میرے ساتھ وقت کے دھارے میں بہہ کر تین سال پیچھے جانا ہو گا۔۔۔سو جانتے ہیں آج سے تین سال پہلے کی کہانی۔

****

تین سال پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ اس وقت کا قصہ ہے جب بیضاء ابھی انٹر کے امتحانات سے فارغ ہوئی تھی۔ان دنوں وہ اور سارہ اپنی چھٹیاں منانے ملکہ ہانس آئیں تھی۔بیضاء، طہور اور سارہ کی دوستی بچپن سے ہی تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید گہری ہوتی گئی۔وہ تینوں لاپرواہی سے سارا دن گاؤں میں گھومتی رہتی تھیں۔تب میر عالم ملکہ ہانس کی بجائے ساہیوال رہتے تھے اور وہ تینوں میر حاکم کی نرمی کا خوب فائدہ اٹھاتی تھیں۔

وہ بھی جون کی ہی تپتی سہ پہر تھی جب بیضاء کی زندگی نے ایک نئی کروٹ لی۔

وہ تینوں حویلی سے نکل کر گاؤں کے باہر والے حصے کی طرف جا رہی تھیں

"بیضاء میں بتا رہی آج جھولا پہلے میں جھولوں گی تم ہمیشہ میرے ساتھ ایسا کرتی ہو خود تو خوب انجوائے کر لیتی ہو اور جب میری باری آتی تب تم جلدی جلدی کا شور مچا دیتی ہو"

"اچھا ٹھیک ہے سارہ تم آج اپنی یہ دیرینہ خواہش پوری کرنا لیکن میں نہیں جھولاؤں گی میرا ارادہ تو آج درخت پر چڑھ کر آم توڑنے کا ہے"

"ناٹ فیئر یار" سارہ نے رونی صورت بنا دونوں کو دیکھا جو خود تو چڑھ جاتی تھیں لیکن سارہ کو درخت پر چڑھنے سے ڈر لگتا تھا وہ دونوں بلیوں کی طرح پھرتی سے اوپر چڑھ کر اسے منہ چڑھاتی تھیں۔

"ارے بچیوں آج یہاں کا راستہ کیسے بھٹک گئی؟" وہ تینوں اپنی مستی میں چل رہی تھیں جب احسان ملک اپنے گھر سے نکل کر ان تینوں کو دیکھتے انہی کی طرف آ گئے۔

"السلام علیکم انکل" تینوں نے مشترکہ سلام لی۔ "وہ دراصل آج ہم لوگ باغ کی طرف جا رہی ہیں آم توڑنے"

"مطلب کہ صرف قد بڑھا ہے دل اور دماغ ابھی بھی بچہ ہے" احسان ملک کے اس تبصرے پر تینوں کھل کر مسکرائی تھیں۔

"جی ایسا ہی سمجھ لیں"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم لوگ گھر کے سامنے سے گزر کر چلی جاؤ یہ میں ہونے نہیں دوں گا چلو شاباش میرے ساتھ گھر چلو اگر تم لوگوں کی آنٹی کو پتہ چلا تو میری شامت آجانی ہے"

احسان ملک ایک نیا حکم صادر کرتے ان کی سنی بغیر گھر کی طرف واپس جا رہے تھے۔ وہ تینوں بھی مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق پر ان کے پیچھے چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

"کلثوم۔۔۔کلثوم کدھر ہو بھئی دیکھو تو کون آیا ہے" احسان ملک نے تو گھر داخل ہوتے ہی شور مچا دیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے ملک صاحب کیوں شور مچا رہے ہیں" کلثوم بیگم کچن سے ہاتھ میں ہانڈی کا چمچہ پکڑے برآمد ہوئیں۔

"میری بیٹیاں آئی ہیں۔۔۔۔تو ذرا انہیں دیکھو میں آتا ہوں" وہ کلثوم بیگم کو ہدایت دیتے خود باہر چلے گئے۔وہ تینوں اب کلثوم بیگم اور انکی بیٹیوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی باتیں کررہی تھیں۔اس وقت بیضاء باہر نکلتے ہوئے بھی صرف حجاب پہنتی تھی۔

"آنٹی اب ہمیں جانا چاہیے ابھی باغ بھی جانا ہے ورنہ دیر ہوجائے گی۔۔۔اور آپ تو اماں کو جانتی ہی ہیں کتنا پیار کرتی ہیں وہ مجھ سے ایویں گاؤں کے بیچ و بیچ کھڑا کر کے ماریں گی مجھے" بیضاء کی اس مبالغہ آرائی سے سبھی محظوظ ہو رہے تھے۔خیام جو ابھی گھر آیا تھا ڈرائنگ روم سے آتے غیر معمولی شور پر اسی طرف چلا آیا جہاں ان تینوں کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہوا تھا۔انہیں آج وہ عرصے بعد دیکھ رہا تھا۔ان سب کا بچپن ایک ساتھ ہی کھیلتے کودتے گزرا تھا۔احسان ملک کے محمد جلال سے اچھے مراسم تھے اور میر حاکم کے دوست بھی تھے تو ان سب کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔لیکن

جب سے بیضاء لوگ ساہیوال شفٹ ہوئے تھے اس کے بعد وہ اسے آج دیکھ رہا تھا۔

"السلام علیکم خیام بھائی" سارہ نے سلام میں پہل کی جس کا جواب اس نے بڑی گرم جوشی سے دیا تھا۔اس کا سارا دھیان بیضاء کی طرف تھا جو اس وقت کلثوم بیگم سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔اس کو مسکراتا دیکھ کر خیام اسی میں کھو گیا مگر بر وقت خود پر قابو پا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آج تو بڑے بڑے لوگوں نے ہمارے اس غریب خانے کو عزت بخشی ہے" وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اپنے مخصوص انداز میں ڈرائنگ روم کے دروازے میں ہی کھڑا تھا۔بیضاء نے اس کی بات پر ایک نظر اس پہ ڈالی اور پھر پورے ڈرائینگ روم کا معائنہ کیا۔

"اگر اس جیسے غریب خانے بننے لگیں تو ملک سے غربت دنوں میں ختم ہو جائے گی" بیضاء نے ان کے اس عالیشان گھر پر چوٹ کی تھی جو اس وقت پورے گاؤں میں سب بڑا اور پیارا گھر گردانا جاتا تھا۔اس کی بات پر خیام کا قہقہہ پورے گھر میں گونجا تھا۔بیضاء نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

"آنٹی ہم چلتی ہیں" وہ کہتی ان دونوں کو بھی چلنے کا اشارہ کرتی باہر کی طرف چل دی۔

"پھر کب آئیں گی ہمارے اس غریب خانے کو عزت بخشنے" خیام نے "غریب خانے" پر زور دے کر کہا تھا۔بیضاء الٹے پیروں مڑی غصے سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کبھی نہیں" وہ اتنا کہتی گھر سے باہر نکل گئی وہ دونوں بھی ان سے رخصت لیتی بیضاء کے پیچھے دوڑیں۔

"آئی لائیک ہر ایٹیٹیوڈ" وہ ابھی بھی اس دروازے کو دیکھ رہا جہاں سے وہ تینوں باہر نکلی تھیں۔

****

فجر کے کچھ بعد کا وقت تھا بیضاء حویلی سے نکل کر کھیتوں کی طرف سیر کیلئے جا رہی تھی۔ طہور اور سارہ اس کا انتظار کیے بغیر پہلے ہی نکل چکی تھیں۔ اسی وجہ سے وہ ان

دونوں کو کوستی غصے سے بڑبڑاتی ہوئی تیزی سے قدم اٹھا رہی تھی۔اس وقت اس نے خود کو سیاہ چادر سے خود کو اس طرح ڈھانپ رکھا تھا کہ اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں۔خیام جانے کہاں سے نکل کر ایک دم اس کے سامنے نمودار ہوا تھا۔اس کے اس طرح اچانک سامنے آنے پر بیضاء اچھا خاصا ڈری تھی۔

"خیام بھائی شرم نہیں آتی آپ کو اس طرح کون ڈراتا ہے اگر میں مر جاتی تو" وہ سنبھل کر اسی پر برس رہی تھی۔بیضاء کو اس دیکھ دیکھ کر خیام کے ذہن میں جو پہلا لفظ آیا تھا وہ "بلیک نینجا" تھا اور تب سے وہ اسے اسی نام سے بلاتا تھا۔

"او بلیک نینجا۔۔۔انٹرسٹنگ۔۔۔اب تم مرنے کی بات نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔۔۔ابھی تو جینے کی امنگ پیدا ہوئی ہے" بیضاء نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"پتہ نہیں کیا اول فول بکواس کر رہے ہیں راستہ چھوڑیں میرا۔۔۔یہ نہ ہو میں اپنا سارا غصہ آپ پر نکال دوں"

"چھوڑنے کیلئے تھوڑی کھڑا ہوں یہاں"

"تو پھر کیوں کھڑے ہیں اس طرح دیوارِ چین بن کر" بیضاء کو اب اس سے کوفت ہو رہی تھی۔

"بات کرنی ہے تم سے۔۔۔وہ۔۔۔دراصل کہنا یہ تھا کہ۔۔۔

"Will you Marry me?"

"کیاااااا۔۔۔" بیضاء کو شدید دھچکا لگا تھا۔وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔خود کو قدرے کمپوز کرتی دوبارہ گویا ہوئی۔

"دیکھیں خیام بھائی۔۔۔آپ کا دماغ چل گیا ہے لگتا ہے صبح صبح ہی کہیں سے بھنگ پی کر آئے ہیں اسی لیے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں آپ ایک کام کریں گھر جائیں اور شاور لیں دیکھئے گا یہ جو بھوت چڑھا ہے نا آپ کے سر پر فوراً اتر جائے۔۔۔جائیں شاباش۔۔۔ہٹیں اب سامنے سے" وہ ایک طرف سے نکل کر جانے لگی لیکن خیام نے اپنا بازو لمبا کر کے آڑ بنائے اس کا راستہ پھر سے روکا تھا۔

بیضاء نے آس پاس دیکھا لیکن اس ویرانے میں ان دونوں کے علاوہ دور دور تک اور

کوئی ذی روح نہیں تھا۔اب اسے ٹھیک معنوں میں گھبراہٹ ہوئی تھی۔جو اس کی آنکھوں سے سے بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

"پلیز خیام بھائی جانے دیں مجھے" وہ منت بھرے لہجے میں خیام کو دیکھ کر کہہ رہی تھی۔

"میری بات کا جواب دے دو پھر جانے دوں گا" بیضاء نے غصے سے اسے دیکھا اور پھر اس کے کندھے سے پیچھے دیکھا۔

"ارے بتول خالہ" بیضاء کی آواز پر خیام نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ واپس اس کی طرف مڑا لیکن بیضاء اب وہاں نہیں تھی۔وہ اس سے دور واپس حویلی کی طرف بھاگ رہی تھی۔

"کب تک بھاگو گی۔۔۔۔آخر آنا تو میرے پاس ہی ہے مائے بلیک نینجا" وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے خود سے دور جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

****

اس واقعے کو کافی دن بیت چکے تھے۔اس دن کے بعد اس کا خیام سے سامنا بھی نہیں ہوا تھا۔وہ اپنی چھٹیاں بغیر کوئی بدمزگی کے گزارنا چاہتی تھی سو اس نے اس

بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس یہ چھوٹی سی غلطی اسے کس اذیت میں مبتلا کرنے والی ہے۔

"بابا میں کتنے دنوں سے آپ سے کہہ رہی ہوں ہمیں درگاہ لے چلیں" میر حاکم جو ابھی زنانے کی طرف آئے تھے انہیں دیکھ کر بیضاء ان کی طرف لپکی۔ میر حاکم نے اپنے مخصوص انداز میں اسے خود سے لگایا اور اس کا سر چوما۔

"کل پکا لے چلوں گا ابھی تو مجھے تھوڑی دیر میں ڈیرے پر جانا ہے" بیضاء ان سے الگ ہوتی ناراضگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"آپ روز ایسے ہی کہتے ہیں۔۔۔ٹھیک ہے مت لے کر جائیں اب میں آپ سے ناراض ہوں"

"کہا تو ہے کل پکا لے جاؤں گا چلو شاباش اب باباکیلئے ایک کپ اچھی سی چائے بنا کر لاؤ"

"میں نہیں بنارہی ابھی میں ناراض ہوں آپ سے"

www.novelsclubb.com

"ایک راز کی بات بتاؤں؟"میر حاکم اس کی طرف جھک کر رازداری سے بول رہے تھے۔بیضاء ناچاہتے ہوئے بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جب تم ناراض ہوتی ہو تب چائے اور بھی مزے کی بناتی ہو" میر حاکم مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگے۔

"نہیں ہوں میں آپ سے ناراض"

"یہ تو میرے لیے خوشی کی بات ہے میں یہی چاہتا ہوں" وہ کمرے کی طرف جاتے تھوڑا اونچی آواز میں بول رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اففففف کیا مصیبت ہے۔۔۔ ناراض ہوں تب بھی خوش نہ ہوں تب بھی خوش" وہ پیر پٹختی کچن میں چلی گئی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ہاتھ میں چائے والی ٹرے

پکڑے صحن میں لگے سنبل کے درخت کے نیچے تخت پر بیٹھی آسیہ بیگم کے پاس آ گئی۔

"اماں آپ ذرا یہ چائے اپنے مجازی خدا کو دے آئیں" آسیہ بیگم نے چونک کر سر سے پیر تک اسے دیکھا

"کیوں تمہارے پیروں اور ہاتھوں پر مہندی لگی ہے کیا؟۔۔۔خود ہی دے آؤ جا کر"

"وہ بھی لگ جائے گی وقت آنے پر۔۔۔فی الحال تو میں ان سے ناراض ہوں اسی لیے آپ ہی دیے آئیں" اتنا کہتی وہ باہر کی طرف چل دی۔

www.novelsclubb.com

"اب کہاں جا رہی ہو۔۔۔دو گھڑی گھر بھی ٹِک کر بیٹھ جایا کرو"

"وارث شاہ کے نادیدہ کنویں میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے جا رہی ہوں" یہ وہی کنواں تھا جو کبھی وارث شاہ مسجد میں ہوا کرتا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کنوؤں کی جگہ واٹر موٹرز نے لی تھی۔

"ذرا گہرائی میں چھلانگ لگانا ایک ہی دفعہ تمہارا قصہ تمام ہو" آسیہ بیگم کی آواز پر وہ الٹے پیروں مڑی۔

"اماں آج تو مجھے سچ بتا ہی دیں میں آپ کی سگی اولاد ہوں بھی یا نہیں.... آپ زری جان سے تو کبھی اس طرح بات نہیں کرتیں"

"تمہیں ماسی رشیدہ کا تو پتہ ہی ہے نا۔۔۔بس وہی تمہیں میری گود میں ڈال گئی تھی۔۔ کہہ رہی تھی آسیہ دھی اب مجھ سے اور بچوں کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا اسے تم ہی سنبھالو "ماسی رشیدہ کا گھر پورے گاؤں میں" پاکستان کرکٹ بورڈ" کے نام سے مشہور تھا۔ان نے گیارہ بچے تھے اور ماشاءاللہ سے سبھی حیات تھے۔

www.novelsclubb.com

"اماں" آسیہ بیگم مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہی تھیں جس پر اپنے بارے میں ایسی بات سن کر سکتا طاری ہو گیا تھا۔

"جا رہی ہوں میں یہ حویلی چھوڑ کر" وہ پیر پٹختی باہر نکل رہی تھی۔

"اچھا جلدی واپس آنا" آسیہ بیگم کی پیچھے سے آنے والی آواز پر بیضاء کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ رینگنے لگی جانتی تھی منہ پر جو مرضی کہہ لیں مگر زائرہ سے زیادہ وہ اس کی پرواہ کرتی تھیں۔

"آ جاؤں گی" وہ کہہ کر دروازہ عبور کر گئی۔ آسیہ بیگم چائے دوبارہ گرم کرنے چلی گئیں جو ان کی باتوں کی وجہ سے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

****

وہ طہور کے گھر جا رہی تھی جہاں سارہ صبح سے ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی۔وہ کھلے میدان کے سامنے سے گزر رہی تھی جہاں آس پاس کے بچے کنچے کھیل رہے تھے۔انہیں کھیلتا دیکھ کر وہ بھی انہی کی طرف آگئ۔

"اوئے کاشی۔۔۔یہ کنچے مجھے دینا ذرا"

"کیا باجی۔۔۔لڑکی ہو آپ لڑکیوں والے کھیل کھیلا کرو"

"اچھاا جی کس کتاب میں لکھا ہے کہ لڑکیاں کنچے نہیں کھیل سکتیں۔۔۔آیا وڈا پھنے خان" وہ اس بچے سے زبردستی کنچے لے کر اب دوسرے کنچوں کو مارنے کیلئے

www.novelsclubb.com

ایک آنکھ بند کر کے نشانہ باندھ رہی تھی۔اتنی دیر میں ایک بچہ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"بیضاء آپی" بھاگنے کی وجہ سے اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

"ہوں" بیضاء کا سارا دھیان کنچوں کی طرف تھا۔

"وہ طہور آپی آپ کو چاچے رفیق کی موٹر پر بلا رہی ہیں" بچے کی اطلاع پر بیضاء کا کنچوں کو نشانہ لگاتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

"کی !...وہ دونوں وہاں کیا کر رہی ہیں"

www.novelsclubb.com

"اوہو چاچے رفیق نے اپنے کھیت کو پانی دینے کیلئے موٹر چلائی ہے اسی لیے طھور آپی نے کہا ہے آپ کو بھی بلا کر لاؤں" وہ حیران ہوئی تھی کیونکہ آج سے پہلے طھور نے کبھی ایسا پیغام نہیں بھیجا تھا۔ لیکن تجسّس کے مارے اس طرف چل دی۔ اسے موٹر کے چلنے کی آواز بھی نہیں آرہی تھی ورنہ عموماً موٹر کی آواز دور تک سنائی دیتی ہے۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ وہ یہیں سے پلٹ جانا چاہتی تھی مگر جانے کس احساس کے تحت آگے بڑھتی گئی۔ وہاں پہنچ کر اسے طھور تو کہیں نظر نہیں آئی مگر خیام کو وہاں دیکھ کر وہ سب سمجھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اووووو تو یہ سب آپ کی کارستانی ہے" اس کی آواز پر خیام اس کی طرف مڑا۔ اسے وہاں دیکھ اس کی باچھیں کھل گئیں تھی۔

"مجھے پتہ تھا تم ضرور آؤ گی"

"خیام بھائی آپ کو شرم آنی چاہیے یہ سب حرکتیں کرتے ہوئے جانتے ہیں اگر کسی نے ہمیں یہاں دیکھ لیا تو کتنا تماشا لگے گا۔آپ کا تو کچھ نہیں بگڑے گا مگر میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی۔۔۔اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو سیدھا آپ کے اور اپنے بابا کے پاس جاؤں گی" وہ واپس مڑنے لگی تھی مگر خیام نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

www.novelsclubb.com

"ہاتھ چھوڑیں میرا"

"اگر نہ چھوڑوں تو؟" وہ چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجائے اسے چیلنجنگ انداز میں کہتا اس کی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"میں کہہ رہی ہوں ہاتھ چھوڑیں ورنہ میں چلاؤں گی" اس کی بات پر خیام نے زوردار قہقہہ لگایا۔

"چلاؤ۔۔۔ جتنا چلانا ہے چلاؤ یہاں کوئی نہیں آئے گا" اسے بیضاء کی بے بس حالت عجیب سا لطف بخش رہی تھی۔

"میں آخری دفعہ کہہ رہی ہوں ہاتھ چھوڑیں میرا ورنہ اچھا نہیں ہو گا" اس نے اپنی بات پر زور دے کر کہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ورنہ کیا۔۔۔کیا کر لو گی تم۔۔۔کر ہی کیا سکتی ہو سوائے چلانے کے۔۔۔میں نے تمہیں پرپوز کیا تھا اور تم ہاں کہنے کی بجائے اکڑ دکھا رہی ہو سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات پوری کرتا بیضاء نے اس کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ مارا تھا۔۔۔خیام کو اس کی توقع ہر گز نہیں تھی۔اس کی گرفت بیضاء کے ہاتھ پہ ڈھیلی ہوئی تو وہ فوراً اپنا ہاتھ چھڑواتی فاصلے پر ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی حد میں رہو خیام احسان ملک۔۔۔۔آئندہ میرے راستے میں آئے تو ٹانگیں توڑ کر تمہارے ہاتھوں میں پکڑا دوں گی" جتنی بہادری کے وہ مظاہرہ کر رہی تھی اندر سے اتنی ہی گھبرائی ہوئی تھی۔

"جو شخص عورت کی عزت کرنا نہیں جانتا اس سے میں کیا کوئی بھی لڑکی شادی نہیں کرنا چاہے گی۔۔۔ جا کر دیکھو اپنے باپ کو وہ کیسے تمہاری ماں کی عزت کرتا ہے کاش تم بھی ان سے کچھ سیکھ لیتے تو آج یہ سب نہ کر رہے ہوتے" خیام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کو جان سے ہی مار دے۔اس کی اتنی تزلیل آج تک کسی نے بھی نہیں کی تھی۔وہ غصے سے تلملا رہا تھا۔اس کے سر پر اس وقت اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا۔بیضاء واپس جانے لگی تھی لیکن خیام نے پیچھے سے اسکا دوپٹہ کھینچ لیا۔اسکا حجاب ہونے کی وجہ سے دوپٹہ اترا تو نہیں تھا مگر کافی زیادہ ڈھیلا ہو گیا تھا۔اس کی گردن پر بھی دوپٹہ کھینچنے کا نشان بن گیا تھا۔بیضاء نیچے جھکی اور ہاتھوں میں مٹی بھر کر خیام کو کچھ سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے منہ پہ مٹی اڑا دی۔خیام ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مسل رہا تھا مٹی سیدھا اس کی آنکھوں میں گئی تھی۔بیضاء نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً سے پیشتر وہاں سے بھاگی اسے نہیں پتہ تھا

www.novelsclubb.com

راستے میں اسے کس نے دیکھا اور کس نہیں وہ بس اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔اس نے حویلی پہنچ کر ہی دم لیا۔اسے اس حالت میں دیکھ کر آسیہ بیگم گھبراتی اس کے پاس آئیں جو دروازہ بند کر کے اس ساتھ ہی نیچے ڈھے گئی تھی۔

"بیضاء کیا ہوا ہے؟"وہ اب باقاعدہ خوف سے کپکپا رہی تھی۔آسیہ بیگم نے وہیں اس کے ساتھ نیچے بیٹھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"اماں وہ۔۔۔۔وہ کتا"اس کے منہ سے الفاظ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔

"کیا۔۔۔کونسا کتا؟"

"اماں وہ کتا پیچھے لگ گیا تھا بڑا خطرناک کتا تھا اماں" اس وقت وہ اپنے حواسوں میں بالکل نہیں تھی۔

"اس نے کاٹا تو نہیں نا!"

"نہیں اماں۔۔۔اللہ نے بچا لیا مجھے ورنہ آپ کی بیضاء کہیں کی نہ رہتی" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ایسے نہیں کہتے میری جھلی دھی" آسیہ بیگم اسے وہاں سے اٹھائے صحن میں بچھے تخت پر لے گئیں اور کبریٰ کو پانی لانے کا کہا۔

"تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی۔ایک کتے سے اتنا کون ڈرتا ہے۔۔۔ جھلی نہ ہو تو" وہ اسے اپنے ساتھ لگائے چپ کروا رہی تھیں جو چپ ہونے کی بجائے اور شدت سے رونے لگی۔

"بس کردو بیضاء۔۔۔ یہ لو پانی پیو" آسیہ بیگم نے اسے پانی پلایا اور دوبارہ اپنے ساتھ لگا لیا۔وہ کچھ دیر یونہی ان سے لپٹی رہی۔

"اماں میں کمرے میں جا رہی ہوں"

"ہاں جاؤ بیٹا کچھ دیر آرام کر لو" وہ ان سے الگ ہوتی کمرے میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

****

"اماں اور بچیاں کہیں نظر نہیں آ رہیں کدھر ہیں سب" میر حاکم اور محمد جلال ابھی ڈیرے سے آئے تھے آسیہ بیگم انہیں پانی پلا رہی تھیں۔

"اماں تو پڑوس میں گئی ہیں، سارہ طہور کی طرف ہے غالباً اُس کا وہیں رکنے کا ارادہ ہے اور بیضاء اندر اپنے کمرے میں ہے"

"خیریت !! بیضاء کمرے میں کیسے ٹِک سکتی ہے" میر حاکم پانی کا گلاس واپس دیتے ہوئے شریر انداز میں کہہ رہے تھے۔

"عالم کی غیر موجودگی کا خوب فائدہ اٹھا رہی ہیں اگر وہ یہاں ہوتا تو انہوں نے اگلے ہی دن واپسی کی راہ لے لینی تھی" محمد جلال کے تبصرے پر دونوں نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"اب بھائی صاحب کا مزاج ہی ایسا ہے کہ سبھی ان سے ڈرتے ہیں۔۔۔۔ خیر میں ذرا بیضاء کو دیکھ لوں" میر حاکم بیضاء کے کمرے کی طرف چل دیئے۔ انہیں جاتا دیکھ کر محمد جلال بھی وہاں سے مردانے میں چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

"بیضاء میرا بچہ بابا سے اتنی ناراضگی کہ مجھ سے ملنے بھی نہیں آئی" میر حاکم کہتے ہوئے اپنے دھیان میں اندر آئے لیکن اندر کا منظر دیکھ کر ان کے تاثرات فوراً سے بدلے تھے۔ بیضاء روتے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کو گھور رہی تھی۔ میر حاکم کو اس

طرح اچانک اندر آتا دیکھ کر اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنا بایاں ہاتھ پیچھے چھپا لیا۔میر حاکم کو حیرت کا دھچکا لگا وہ بیضاء کے پاس آکر بیٹھے۔

"بیضاء کیا ہوا ہے میرا بچہ ؟"

"کچھ نہیں بابا بس وہ ایسے ہی ڈر گئ تھی"اس نے اپنے دوپٹے کی تلاش میں ادھر اُدھر دیکھا جو زمین پہ گرا اپنی بے قدری پہ رو رہا تھا۔میر حاکم نے اسے نیچے سے دوپٹہ اٹھا کر دیا جو اس نے فوراً پکڑ لیا وہ جلدی سے دوپٹہ ٹھیک کرتی خود کو کمپوز کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔

"باباکی جان باباکو بھی نہیں بتاؤ گی "میر حاکم نے کچھ اس انداز سے پوچھا کہ بیضاء نے سرعت سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا وہ اپنا ضبط کھوتی ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ میر حاکم نے اسے اپنے بازوؤں کے حلقے میں کچھ اس طرح سے لیا کہ وہ چھپ سی گئی تھی۔

"بابا آپ کی بیضاء اب بیضاء نہیں رہی اس نے سب تباہ کر دیا بابا اس نے آپکی بیضاء کو ایسی تاریک کھائی میں پھینک دیا ہے جہاں مجھے نکلنے کیلئے روشنی کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی بابا۔۔۔ میں کیا کروں، کہاں جاؤں۔۔۔ میرا کیا قصور تھا۔۔ اس نے مجھے خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا "میر حاکم پر اس وقت مرگ سوگ والی کیفیت طاری تھی انہیں اندازہ نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔ انہیں سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو کس طرح حوصلہ دیں۔ کچھ کہنے کیلئے الفاظ ہی نہیں تھے۔ جانے کتنے لمحے اسی طرح خاموشی میں گزرے۔

www.novelsclubb.com

"بیضاء سیدھی ہو کر بیٹھو" ان کی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ بیضاء ان سے الگ ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔ "مجھے ساری بات بتاؤ کس نے تمہارے ساتھ یہ سب کیا ایک ایک بات بتاؤ مجھے۔۔۔ تمہارا باپ ابھی زندہ ہے تمہیں اس طرح چھپ کر بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ بابا اِز یور پروٹیکٹر میرا بچہ" میر حاکم کے اس طرح ہمت بندھانے پر بیضاء کو کچھ حوصلہ ہوا تو وہ انہیں شروع سے لے کر اب تک ساری بات بتاتی گئی۔ خیام کا نام سن کر میر حاکم کو شدید دھچکا لگا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اس طرح کی پنچ حرکت کر سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"بابا اس نے میرا ہاتھ پکڑا تھا مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میرے ہاتھ پر چیونٹیاں رینگ رہی ہیں اور مجھے کاٹ رہی ہیں" وہ اپنا ہاتھ سامنے کرتی اسے دیکھ کر پھر سے رونے لگی۔ "میں کیسے خود کو اس اذیت سے نکالوں بابا کچھ کریں مجھے اس تکلیف

سے نکال لیں ورنہ میں مر جاؤں گی بابا مجھے بچا لیں۔۔۔اپنی بیضاء کو مرنے سے بچا لیں"

"چپ ایک دم چپ۔۔۔۔ خبردار اگر آئندہ اس طرح کی بات اپنے منہ سے نکالی تو کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔۔ سمجھی تم۔۔۔یہ رونا دھونا بند کرو"میر حاکم کی آواز میں اس وقت زمانوں کی سختی تھی۔"میں نے تمہیں کبھی بھی اس طرح کمزور پڑنا نہیں سکھایا۔۔۔تم آج بھی وہی بیضاء ہو جس کے آنے سے میری زندگی مزید روشن ہوئی تھی۔

"بابا اب میرے لیے کوئی روشنی نہیں بچی"

www.novelsclubb.com

"کیوں اب کیا ایسا ہوا ہے۔۔۔ میں نے تمہیں یہ سب تو نہیں سکھایا تھا بیضاء کہ اگر کوئی مشکل آئے تو یوں اس طرح مایوس ہو کر بیٹھ جاؤ۔۔۔ تم یہ تو دیکھ رہی ہو خیام نے تمہارے ساتھ غلط کرنے کی کوشش کی لیکن یہ کیوں نہیں دیکھ رہی کہ اللہ نے تمہیں بچا لیا ہے بیضاء تمہیں یہ روشنی کیوں نظر نہیں آ رہی۔۔۔ تم یہ کیوں نہیں سوچ رہی کہ جس اللہ نے تمہیں بچایا ہے اسی نے خیام کا اور اس جیسے اور بھی خبیث لوگوں کا انجام بھی طے کیا ہو گا۔۔۔ میری بیٹی آج بھی روزِ اول کی طرح ہی روشن ہے۔ کچھ نہیں ہو گا تمہیں چلو شاباش اب یہ آنسو پونچھو اور میرا وہی بہادر بچہ بن کے دکھاؤ بابا کو" میر حاکم نے خود ہی اس کے آنسو صاف کیے۔ "جس نے میری بیٹی کا ہاتھ پکڑا تھا اس کا ہاتھ توڑنے کیلئے ابھی تمہارا باپ زندہ ہے تم فکر نہیں کرو میں سب ٹھیک کر دوں گا" بیضاء اب کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ لیکن میر حاکم جانتے تھے اسے اس ٹرامہ سے مکمل طور پر آزاد ہونے میں کچھ وقت لگے

گا۔جب باپ اپنی بیٹیوں کو اس طرح تحفظ دیں تو پھر بیٹیوں کو بھی کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

"بابا اگر کسی کو پتہ چل گیا تو" اسے بھی وہی جگ ہنسائی کا ڈر تھا جو ہر کسی میں سانپ کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھا ہوتا ہے۔

"کون بتائے گا؟ تم، میں یا پھر وہ خبیث خیام۔۔۔۔۔کوئی نہیں بتائے گا۔۔۔۔پتہ ہے بیضاء ہمارے جس عیب کی پردہ پوشی اللہ تعالیٰ کرتے ہیں نہ تو وہ اس کی مرضی کے بغیر کھل نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔یہ جو انسان ہوتے ہیں نہ یہ گدھ کی طرح ہوتے ہیں فرق بس اتنا ہے کہ گدھ مردار کو نوچتے ہیں اور انسان زندوں کو نوچتے ہیں وہ اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ انسان کو صرف ایک زندہ لاش بنا دیتے ہیں پھر انسان چلتا پھرتا تو نظر آتا ہے مگر اس کی ساری حسیات ختم ہو چکی ہوتی ہیں پھر اس کے

www.novelsclubb.com

ساتھ جو مرضی کرواسے فرق نہیں پڑتا اندر سے وہ بالکل مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔۔۔ ہمیں ان گدھ نما انسانوں سے اپنی حفاظت خود کرنا ہوتی ہے میرا بچہ ورنہ یہ ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑیں گے۔۔۔ سمجھ آئی" بیضاء نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو شاباش اب اٹھ کر فریش ہو دیکھو ذرا کیا حالت بنا رکھی ہے اپنی۔۔۔ بس اللہ کے بعد مجھ پر بھروسہ رکھو میں سب ٹھیک کر دوں گا" بیضاء نے تشکر بھری نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا۔ انہوں نے بیضاء کو اپنے ساتھ لگایا اور اسکا سر چوما۔۔۔ بیضاء کو سارا ڈر سارا خوف کہیں ہوا ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

****

"خیام۔۔۔۔خیام"

"زہے نصیب آج تو میرا یار آیا ہے" میر حاکم کو مین انٹریس سے اندر آتا دیکھ کر احسان ملک صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خیام کہاں ہے اسے بلاؤ" میر حاکم سپاٹ لہجے میں پوچھ رہے تھے احسان ملک کو کچھ گڑبڑ ہونے کا احساس ہوا۔

"کیا ہوا، اس سے کیا کام پڑ گیا ہے؟۔۔۔وہ تو گھر پہ نہیں ہے"

"ظاہر ہے ایسی حرکت کے بعد کہیں بزدلوں کی طرح روپوش ہو گیا ہو گا"

"حاکم ہوا کیا ہے ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں" احسان ملک انہیں سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جسے وہ سرے سے ہی نظر انداز کر گئے۔

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا۔۔۔۔ جو حرکت تمہارے بیٹے نے کی ہے اس کے بعد تو مجھے اپنی دوستی بھی ختم ہوتی دکھائی دے رہی ہے" میر حاکم کی گرج دار آواز پر کلثوم بیگم بھی لاؤنج میں آ گئیں۔

"بھائی صاحب ہوا کیا ہے، کیا کیا ہے میرے بیٹے نے کچھ بتائیں گے تو ہمیں پتہ چلے گا" کلثوم بیگم کے اصرار پر میر حاکم نے من و عن انہیں ساری بات بتا دی۔ احسان

ملک سنتے ہی صوفے پر ڈھے گئے۔انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کا بیٹا ایسا کچھ کر سکتا ہے۔کلثوم بیگم کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

"تمہارا بیٹا مجھے اپنی بیٹی کے آس پاس بلکہ اس گاؤں میں کہیں بھی نظر آیا تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اور یہ خالی دھمکی مت سمجھنا۔۔۔۔تم بھی بیٹیوں کے باپ ہو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔۔۔اس خبیث کو مجھ سے بچا سکتے ہو تو بچا لو"

میر حاکم انہیں وارن کرتے چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

"میرے بیٹے نے مجھے کسی کو منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا۔کلثوم اس نے میرا مان توڑ دیا۔۔۔پتہ نہیں ہماری پرورش میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو وہ ایسی حرکتیں کرنے پر اتر آیا ہے کیا وہ بھول گیا ہے اس کی اپنی بہنیں بھی ہیں جو وہ دوسروں کی بہن بیٹیوں کی عزت کو داغدار کرنے چلا ہے"کلثوم بیگم ایک طرف بیٹھی خاموشی

سے آنسو بہا رہی تھیں۔خیام اپنی ہی دھن میں اندر آیا۔اپنے ماں باپ کو اس حالت میں دیکھ کر اسے شاک لگا تھا۔

"مام،ڈیڈ واٹ ہیپنڈ؟"احسان ملک اسے دیکھ کر غصے سے لال پیلے ہوتے اس پر برس پڑے تھے۔

"کم بخت۔۔۔۔تجھے شرم نہ آئی یہ سب کرتے ہوئے بتا مجھے ایسی کیا آفت آگئی تھی جو تو اس لڑکی کو برباد کرنے چلا تھا"احسان ملک اسے تھپڑ رسید کرتے جا رہے تھے۔۔۔کلثوم بیگم نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔احسان ملک جب مار مار کر تھک گئے تو وہیں نڈھال ہو کر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو کیوں بھول گیا تھا خیام تیری بھی بہنیں ہیں ان کے سامنے کس منہ سے جائے گا۔۔۔اب تو وہ بھی تیرے سائے سے بھاگیں گی۔۔۔۔۔ تمہیں اپنا بیٹا کہتے ہوئے مجھے شرم آ رہی ہے۔۔۔میں نے ہمیشہ بیضاء کو اپنی بیٹی سمجھا ہے تو نے مجھے اس سے نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔۔تو میرا ایک ہی بیٹا ہے اسی لیے تجھے لاڈ پیار سے رکھا لیکن کبھی تجھے کچھ غلط نہیں سکھایا۔۔۔پتہ نہیں ہم سے کہاں چوک ہو گئی کہاں کمی رہ گئی۔۔۔دفع ہو جا یہاں سے آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔۔۔۔میں سمجھوں گا میرا بیٹا مر چکا ہے۔۔۔۔جا خیام چلا جا یہاں سے نکل جا"..... بولتے ہوئے ان کی آواز اونچی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔خیام کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس کے گھر میں کسی کو پتہ چلے گا۔وہ گنگ سا اپنے ماں باپ کو دیکھے جا رہا تھا۔کلثوم بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کے کمرے کی طرف دھکیلا۔اسے کمرے میں بھیج کر وہ واپس احسان ملک کے پاس آئیں انہیں پانی کا گلاس دیا جسے وہ ایک گھونٹ پی گئے۔

www.novelsclubb.com

"اب کیا کرنا ہے ملک صاحب۔۔۔حاکم بھائی جو کہہ کر گئے ہیں وہ باز نہیں آئیں گے"

"اچھا ہے مار دے اسے اس جیسی اولاد ہونے سے بہتر ہے اولاد ہو ہی نہیں" وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

"جو بھی کہیں لیکن وہ ہمارا اکلوتا بیٹا ہے ملک صاحب۔۔۔میں ماں ہوں اس کی کبھی ایسا نہیں چاہوں گی کہ اس کا جوان بیٹا۔۔۔۔"اس سے آگے وہ بول نہیں سکیں۔

www.novelsclubb.com

"تو اپنے بیٹے کو سمجھاؤ کہ اپنی جوانی کو قابو میں رکھے ورنہ میں خود اس کو اپنے ہاتھوں سے مار دوں گا"

"ابھی کیا کرنا ہے۔۔۔۔مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے"

"آپ مائیں بھی نا۔۔۔۔بس اولاد کی غلطیوں پر پردے ہی ڈالتی رہ جاتی ہیں"

"میں نے آج تک اسے اس کی کسی غلطی پر شے نہیں دی یہ آپ بھی جاتے ہیں ملک صاحب۔۔۔۔مگر اسے مرتا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔کچھ کریں اسے یہاں سے کہیں دور بھیج دیں" ان کی بات پر احسان ملک نے نیم رضامندی سے انہیں دیکھا۔

"اپنے لاڈلے سے کہو اپنا بوریا بستر سمیٹے اور واشنگٹن جانے کی تیاری کرے میں آج ہی نذر (احسان ملک کا چھوٹا بھائی جو امریکہ میں مقیم ہے) سے بات کرتا ہوں۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے اسے اپنے پاس بلا لے" اس کے بعد خیام واشنگٹن چلا گیا اس کے جانے کی اصل وجہ ان چند لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اپنے ماں باپ کو وہ راضی کر چکا تھا۔۔۔ آخر وہ کتنی دیر ناراض رہ سکتے تھے۔ وہاں سے اپنی ڈگری پوری کرنے کے بعد وہ چند مہینوں پہلے ہی واپس آیا تھا۔ لیکن اس پر سے ابھی بدلہ لینے کا بھوت اترا نہیں تھا اس دفعہ وہ بیضاء کو قابو کرنے کیلئے نت نئے حربے آزما رہا تھا۔ اس کی سرگرمیوں کے بارے اس کے ماں باپ کو خبر نہیں تھی۔ اسی لیے وہ آج بیضاء کے گھر تک پہنچ گیا تھا۔

****

www.novelsclubb.com

موجودہ دن۔۔۔۔۔۔۔

خیام پر آج جو انکشافات ہوئے تھے وہ سب جان کر اس کا وہاں رکنا محال تھا۔ وہ جان گیا تھا اب جو مرضی کر لے اہلِ فردوس اس کی باتوں کا یقین نہیں کریں گے۔ وہ وہاں سے پلٹنے لگا تھا جب اس کے ہاتھ سے ایک لفافہ نیچے گرا تھا جو صرف زمران کی نظروں میں آیا تھا۔ باقی سب تو کچھ اور دیکھ رہے تھے۔ احسان ملک کو اندر آتا دیکھ کر سب کے ساتھ ساتھ خیام بھی ششدر رہ گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جلال ہاؤس کی چھت اس پر آن گری ہو۔ احسان ملک اسے خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے لیکن اسے اگنور کرتے ہوئے اس کے پاس سے گزر کر وہ محمد جلال کی طرف بڑھے۔ میر حاکم نے انہیں دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا تھا۔

"السلام علیکم میاں جی" سلام کا جواب سر کو خم کر کے دیا گیا تھا۔ "جانتا ہوں اس کا جرم نا قابل معافی ہے۔۔۔ مگر میں پھر بھی آپ سے معافی مانگتا ہوں ہو سکے تو اس احمق کو معاف کر دیں" احسان ملک کو اس طرح محمد جلال کے سامنے ہاتھ جوڑے دیکھ کر خیام کو دھچکا لگا تھا۔ جو بھی تھا اس نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے باپ کو کسی کے سامنے جھکنا پڑے۔۔۔ اس وقت وہ بے حد شرمندگی محسوس کر رہا تھا لیکن اب اس شرمندگی کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔۔ یہ تو ایسا تھا جیسے موت کو دیکھ کر فرعون نے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"میاں جی آپ جو سزا دیں گے ہمیں منظور ہے" احسان ملک ہنوز ہاتھ جوڑ کر کھڑے تھے۔

"ٹھیک ہے احسان۔۔۔۔ تم بھی جانتے ہو تمہارے بیٹے نے جو کیا وہ ناقابل معافی ہے اب ہم جو کہیں گے تمہیں وہی کرنا ہو گا" محمد جلال نے کچھ توقف سے گفتگو کا سلسلہ وہیں سے جوڑا۔ "تم اپنے بیٹے کو لے کر جاؤ یہاں سے" سبھی نے انہیں کچھ اس طرح دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں یہ کیسی سزا سنائی گئی ہے۔ مجرم کو پھر سے آزاد چھوڑا جا رہا ہے۔

"ابا میاں آپ کیا کہہ رہے ہیں اس دفعہ میں اس خبیث کو چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ اسے اب تک بہت ڈھیل دی جا چکی ہے اب اور نہیں۔۔ بس بہت ہو گیا" میر حاکم غصے سے خیام کی طرف بڑھے اور اس کا گریبان پکڑے اسے مارنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اسے چھوڑو حاکم" محمد جلال کی آواز پر میر حاکم کا خیام پر اٹھنے والا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔انہوں نے جھٹکے سے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اسے روک رہے تھے۔

"ابا میاں آج میں کسی کی نہیں سنوں گا آپ کی بھی نہیں" وہ ایک دفعہ پھر خیام کی طرف مڑے اور اسے مارنے لگے۔خیام اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ کوئی مزاحمت کرتا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا ہے حاکم اسے چھوڑو" محمد جلال کی گرجدار آواز سے میر حاکم کا ہاتھ ایک دفعہ پھر سے رک گیا انہوں نے خفگی سے میاں جی کو دیکھا۔اور غصے سے خیام کو دھکا دے کر اسے خود سے دور کیا۔

"احسان جاؤ اسے لے کر گھر جاؤ۔۔۔اس سے پہلے کہ ہم اپنا فیصلہ بدل لیں چلے جاؤ یہاں سے "احسان ملک نے غصے سے خیام کو بازو سے جکڑا اور اسے گھسیٹنے کے سے انداز میں ساتھ لیے وہاں سے چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد جلال ہاؤس میں ایک سناٹا چھا گیا تھا۔

"تم لوگوں کو کیا لگتا ہے ہم اسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے۔اس کے گناہ کی سزا تو میرا اللہ اسے دے گا مگر اس کے جرم کی سزا ہم بھی دلوا سکتے ہیں۔۔۔۔عالم پولیس کو فون کرو اور انہیں کہو اسے سیدھا اس کے گھر سے گرفتار کریں۔۔۔یاد رہے گرفتاری اس طرح ہونی چاہیے کہ پورے ملکہ ہانس کو پتہ چلنا چاہیے کہ خیام احسان ملک کس خصلت کا مالک ہے تاکہ لوگ اس سے خبردار ہو جائیں۔۔۔یہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بھی خیال رہے کہ جب تک وہ لڑکا اپنی سزا پوری نہ کر لے باہر نہیں نکلنا چاہیے"

محمد جلال کا فیصلہ سن کر سبھی کو کچھ اطمینان ہوا تھا۔

"اب یہاں کوئی رونا دھونا نہیں شروع ہونا چاہیے۔۔۔ یہ بات یہیں دفن ہو جانی چاہیے سنا تم سب نے۔۔۔اور رہی بیضاء کے رشتے والی بات" انہوں نے ایک نظر بیضاء کو دیکھا جو اسی طرح بت بنی اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں کچھ دیر پہلے خیام کھڑا تھا۔اسے دیکھ کر کوئی بھی اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"زائرہ اور تیمور کے ساتھ۔۔۔۔۔ بیضاء اور زمران کی شادی بھی اسی دن ہو گی۔۔۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو اسے اپنے تک ہی رکھے میں فیصلہ سنا چکا ہوں"

محمد جلال اپنا فیصلہ سنا کر اپنے بیٹوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔ پورے گھر میں ایک سنسنی سی پھیل گئی تھی۔۔۔اس وقت سب سے

زیادہ خوشی صدیقہ بیگم اور فردوس بیگم کو ہو رہی تھی لیکن ماحول میں موجود تناؤ کی وجہ سے وہ کھل کر اظہار نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔جو چہرے کچھ دیر پہلے خیام کی وجہ سے افسردہ تھے، بیضاء اور زمران کی شادی کا سن کر انہیں چہروں پر اب دبی دبی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔آسیہ بیگم نے آگے بڑھ کر بیضاء کو اپنے ساتھ لگانا چاہتا لیکن وہ وہیں صوفے پر ڈھے گئی۔اس کے گرنے پر سبھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔سوائے زمران کے۔۔۔وہ وہاں سے گرا ہوا لفافہ اٹھا کر سب کی نظروں سے بچتا باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

"اماں وہ جھوٹ بول رہا ہے میں نے ایسا کچھ غلط نہیں کیا" اس کی آنکھوں سے آنسو ابل کر باہر گر رہے تھے اس کی آواز بہت آہستہ تھی جیسے ابھی وہ خود کو یقین دلا رہی تھی کہ وہ بے قصور ہے۔زائرہ نے آگے بڑھ کر اسے وہاں سے اٹھا کر کمرے میں لے جانا چاہا مگر اس نے زائرہ کے ہاتھ کو مضبوطی سے جکڑ لیا۔

"زری جان میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔اماں آپکو اپنی بیضاء پر یقین ہے نا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ باخدا آپ کی بیضاء بے قصور ہے نہیں کیا میں کچھ بھی۔۔۔سب کچھ اسی نے کیا ہے" وہ اپنا سر زائرہ کے ہاتھوں پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔اسے اس حالت میں دیکھ کر وہاں موجود سبھی لوگوں کی آنکھیں نم ہو چکی تھی۔

"بیضاء ہم سب جانتے ہیں کہ تم نے کچھ نہیں کیا دیکھو ذرا سب تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔ ہمیں اپنی بیضاء پر پورا یقین ہے" بیضاء نے سرعت سے سر اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا جو اس کے ساتھ کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اماں آپکو بھی یقین ہے نا میرا۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا"اس سے پہلے کہ آسیہ بیگم کوئی جواب دیتیں میر حاکم کی آواز پر بیضاء فوراً سے ان کی طرف دوڑی۔

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم سب نے ابا میاں کہہ کر گئے تھے نا کوئی رونا دھونا نہیں چلے گا"

"بابا وہ۔۔۔"

"کیا بابا وہ۔۔۔۔چپ کرو تم ایک لفظ نہیں سنوں گا میں" بیضاء انکی ڈانٹ کو خاطر میں لائے بغیر جا کر ان سے لپٹ گئی۔میر حاکم اسکی اس حرکت پر تھوڑے نرم لہجے میں اس سے گویا ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"بس کرد و بیضاء کتنا روؤ گی تم۔۔۔۔جب میں نے تم سے کہا کہ اس کو سزا دلوا کر رہوں گا تو پھر تم کیوں ایک بے وقعت انسان کی وجہ سے رو رہی ہو" میر حاکم نے اسے خود سے الگ کیا اور زائرہ کو اسے کمرے میں چھوڑ کر آنے کا کہا۔بیضاء نے احتجاج کرنا چاہا جسے میر حاکم خاطر میں ہی نہیں لائے تھے۔

"میں نے کیا کہا ہے تم سے جاؤ اپنے کمرے میں آرام کرو" اب کی بار انہوں نے ذرا سختی سے کہا تو زائرہ اسے وہاں سے فوراً اس کے کمرے میں لے گئی۔

"تم سب کس چیز کا ماتم منا رہے ہو۔۔۔۔شادی والا گھر ہے اسے شادی والا گھر ہی رہنے دو سوگ والا گھر مت بناؤ اور ابا میاں نے جو کہا ہے اس کی تیاریاں

کرو۔۔۔اب مجھے یہاں کوئی منہ لٹکائے نظر آیا نہ تو میں اسے شادی میں شرکت نہیں کرنے دوں گا"میر حاکم اپنی سنا کر وہاں سے چلے گئے۔۔۔باقی سب غم اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا تھے۔جہاں باقی سب کے چہروں سے خوشی عیاں ہو رہی تھی وہیں ایک ارحہ تھی جس پر "زمران اور بیضاء کی شادی"کا سن کر سکتا طاری ہو گیا تھا۔

****

جاری ہے۔۔۔